تخلیقی جوہر

حصّہ - 1

تخلیقی تحریر اور ترجمہ کی درسی کتاب
گیارھویں جماعت کے لیے

Scanned by CamScanner

Takhleequi Jauhar, Part-I Text book in Creative Writing and Translation-(Urdu) for Class XI

ISBN 978-93-5007-750-4

پہلا اردو ایڈیشن

فروری 2016 پھالگن 1937

PD 5H SPA

© نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ 2016

جُملہ حقوق محفوظ

- ناشر کی پہلے سے اجازت حاصل کیے بغیر، اس کتاب کے کسی بھی حصے کو دوبارہ پیش کرنا، یادداشت کے ذریعے بازیافت کے سسٹم میں اس کو محفوظ کرنا یا برقیاتی، میکانیکی، فوٹو کاپینگ، ریکارڈنگ کے کسی بھی وسیلے سے اس کی ترسیل کرنا منع ہے۔
- اس کتاب کو اس شرط کے ساتھ فروخت کیا جا رہا ہے کہ اسے ناشر کی اجازت کے بغیر، اس شکل کے علاوہ جس میں کہ یہ چھاپی گئی ہے یعنی، اس کی موجودہ جلد بندی اور سرورق میں تبدیلی کرکے، تجارت کے طور پر نہ تو مستعار دیا جا سکتا ہے، نہ دوبارہ فروخت کیا جا سکتا ہے، نہ کرایہ پر دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی تلف کیا جا سکتا ہے۔
- کتاب کے صفحہ پر جو قیمت درج ہے وہ اس کتاب کی صحیح قیمت ہے۔ کوئی بھی نظرثانی شدہ قیمت چاہے وہ ربر کی مہر کے ذریعے یا چیپی یا کسی اور ذریعے ظاہر کی جائے تو وہ غلط متصور ہوگی اور ناقابل قبول ہوگی۔

این سی ای آر ٹی کے پبلی کیشن ڈویژن کے دفاتر

این سی ای آر ٹی کیمپس
سری اروندو مارگ
نئی دہلی - 110016 فون 011-26562708

108,100 فٹ روڈ ہوسڈے کیرے ہیلی
ایکسٹینشن بناشنکری III اسٹیج
بنگلور - 560085 فون 080-26725740

نوجیون ٹرسٹ بھون
ڈاک گھر، نوجیون
احمد آباد - 380014 فون 079-27541446

سی ڈبلیو سی کیمپس
بمقابل ڈھانکل بس اسٹاپ، پانی ہاٹی
کولکتہ - 700114 فون 033-25530454

سی ڈبلیو سی کامپلیکس
مالی گاؤں
گوہاٹی - 781021 فون 0361-2674869

قیمت: ₹ 130.00

اشاعتی ٹیم

ہیڈ پبلی کیشن ڈویژن	:	دینیش کمار
چیف ایڈیٹر	:	شویتا اُپّل
چیف بزنس منیجر	:	گوتم گانگولی
چیف پروڈکشن آفیسر (انچارج)	:	ارون چتکارا
ایڈیٹر	:	سید پرویز احمد
اسسٹنٹ پروڈکشن آفیسر	:	پرکاش ویر

این سی ای آر ٹی واٹر مارک 80 جی ایس ایم کاغذ پر شائع شدہ

سکریٹری، نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ، شری اروندو مارگ، نئی دہلی نے شری ورندابن گرافکس، ای-34، سیکٹر-7، نوئیڈا- 201301 میں چھپوا کر پبلی کیشن ڈویژن سے شائع کیا۔

Scanned by CamScanner

کمیٹی برائے تخلیقی جوہر-1

خصوصی صلاح کار

شمیم حنفی، پروفیسر ایمریٹس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

چیف کوآرڈی نیٹر

کے۔سی۔ترپاٹھی، پروفیسر اینڈ ہیڈ، ڈپارٹمنٹ آف ایجوکیشن اِن لینگویجز، این سی ای آر ٹی، نئی دہلی

اراکین

اقبال مسعود، سابق جوائنٹ سکریٹری، مدھیہ پردیش اردو اکادمی، بھوپال

آفاق ندیم خاں، اسسٹنٹ پروفیسر، کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، بھوپال، مدھیہ پردیش

خان شاہد وہاب، لکچرر، گورنمنٹ بوائز سینئر سیکنڈری اسکول، نور نگر، جامعہ نگر، نئی دہلی

خواجہ محمد اکرام الدین، پروفیسر، ہندوستانی زبانوں کا مرکز، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی، نئی دہلی

زبیر رضوی، سابق ڈائریکٹر، آل انڈیا ریڈیو، نئی دہلی

شافع قدوائی، پروفیسر، ڈپارٹمنٹ آف جرنلزم، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، اتر پردیش

شاہد پرویز، پروفیسر اینڈ ریجنل ڈائرکٹر، دہلی ریجنل سینٹر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، دہلی

شمیم احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو اور فارسی، سینٹ اسٹیفنز کالج، دہلی یونیورسٹی، دہلی

صغیر اختر، ٹی جی ٹی، اردو، مظہر الاسلام سکنڈری اسکول، فراش خانہ، دہلی

عتیق اللہ، پروفیسر (ریٹائرڈ)، شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی، دہلی

علی رفاد فتیحی، پروفیسر، ڈپارٹمنٹ آف لنگوسٹکس، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، اتر پردیش

غضنفر علی، پروفیسر اینڈ ڈائرکٹر، اکیڈمی فار پروفیشنل ڈیولپمنٹ آف اردو میڈیم ٹیچرس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

فیروز عالم، اسسٹنٹ پروفیسر، ڈائریکٹوریٹ آف ڈسٹنس ایجوکیشن، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدر آباد

قمر الہدیٰ فریدی، پروفیسر، شعبۂ اردو، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، اتر پردیش

محمد احسن، پروفیسر اینڈ ریجنل ڈائرکٹر، بھوپال ریجنل سینٹر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، بھوپال، مدھیہ پردیش

Scanned by CamScanner

کسی بھی واقعہ، صورتِ حال یا رشتے کو ڈرامے کے پلاٹ کا حصہ بنایا جا سکتا ہے۔ ڈرامے کے لیے موضوعات کی کوئی قید نہیں ہے۔ سماجی، تاریخی یا کسی بھی موضوع پر ڈراما تحریر کیا جاسکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ اس میں ... اور اسٹیج کے لیے ضروری عناصر موجود ہوں۔

سرگرمی 2.10

اپنے ساتھیوں کے ساتھ تبادلۂ خیال کیجیے کہ آپ کوئی ڈراما لکھنے کے لیے کن بنیادی نکات کو پیشِ نظر رکھیں گے۔

1.4 غیر افسانوی نثر

افسانوی نثر کے علاوہ تخلیقی اظہار کی باقی دوسری تمام تحریری صورتیں غیر افسانوی نثر کے ... میں آتی ہیں۔ غیر افسانوی نثر میں کوئی افسانہ پن تو نہیں ہوتا مگر ادبیت ضرور ہوتی ہے۔ اس نثر میں بھی وہ قوتیں اپنا کام کرتی ہیں جن سے تحریر میں دلکشی اور دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ یہاں بھی تخیل اپنی اڑان بھرتا ہے، ممیزہ یعنی فرق کرنے کی طاقت اپنا کردار نبھاتی ہے اور احساس اپنا اثر دکھاتا ہے۔ اس نثر میں افسانہ یا کہانی تو نہیں ہوتی مگر زندگی کے رنگا رنگ، جیسے شخصیت کے سوانحی کوائف، اس کی نمایاں صفات، سفر کے احوال، بات ... کی ہلکی پھلکی باتیں، تخلیقی موڈ میں لکھے گئے خطوط، شعروادب کے تجزیے وغیرہ ضرور ہوتے ہیں اور ان سب کے بیان میں زبان اپنا تخلیقی جادو بھی دکھاتی ہے۔ ... سوانح حیات، خودنوشت، خاکے، سفرنامے، انشائیے، خطوط، تنقیدی مضامین وغیرہ بھی فکشن کی طرح پڑھے جاتے ہیں اور ان سے بھی قاری کو اسی طرح لطف حاصل ہوسکتا ہے جس طرح کہ داستان، افسانہ یا ناول کے مطالعہ سے ملتا ہے۔

غیر افسانوی نثر کی مختلف صورتوں یعنی مضمون، سفرنامہ، خودنوشت/ آپ بیتی، انشائیہ، سوانح اور خاکے کا مختصر ذکر یہاں کیا جا رہا ہے۔

1.4.1 مضمون

کسی بھی موضوع یا مسئلے پر معلوماتی یا تجزیاتی تحریر کو مضمون کہتے ہیں۔ مضمون میں علمیت اور سنجیدگی پائی جاتی ہے۔ معلوماتی مضامین کا انداز غیر شخصی اور غیر جانبدارانہ ہوتا ہے۔ تاہم اکثر صورتوں میں لکھنے والے کی ترجیحات اور پسند و ناپسند در آتی ہے۔ مضمون عام طور پر مختصر ہوتا ہے۔

فانوس کی گردش

ایک زمانہ تھا جب تربیت میں زیادہ زور ادب پر دیا جاتا تھا۔ بچّوں کی بڑی خوبی یہ سمجھی جاتی تھی کہ بڑوں کے سامنے وہ مؤدب ہو کر، دَم سادھ کر بیٹھیں، جو کچھ وہ کہیں سنتے رہیں، خاموش بیٹھے رہیں یا زیادہ سے زیادہ ہاں میں ہاں ملاتے رہیں۔ اس وضع تربیت کا نتیجہ ظاہر ہے۔ بچّہ ادب تو سیکھ جاتا ہے لیکن اس کی انفرادیت دب جاتی ہے۔ اُسے پیش قدمی کی عادت ہی نہیں پڑتی۔ اس کا ذہن مقیّد ہو جاتا ہے اور اس کی فکر پابہ زنجیر۔ اس کے پر پرواز کتر جاتے ہیں۔ اپنے مافی الضمیر کا اظہار وہ وضاحت اور مہارت کے ساتھ نہیں کر پاتا۔ جب وہ زندگی میں قدم رکھتا ہے، ملازمت یا کاروبار سنبھالتا ہے تو اپنے ساتھیوں یا نگرانوں سے مؤثر ڈھنگ سے گفتگو کرنے کی صلاحیت خود میں نہیں پاتا۔ وہ اپنی بات منوانے کے گُر نہیں جانتا۔ اس کے جسم کی زبان اس کی مسکینی کا اعلان کرتے نہیں تھکتی۔ پہلے زمانہ میں اس وضعِ تربیت سے زیادہ نقصان نہیں

Scanned by CamScanner

موضوعات کے لحاظ سے مضمون کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ادبی موضوعات پر لکھے گئے مضامین کی نوعیت تنقیدی، تحقیقی اور لسانیاتی ہوتی ہے۔ غیر ادبی موضوعات میں مذہب، فلسفہ، سوانح، سماج، سیاست، اقتصادیات، صنعت وحرفت، تجارت، زراعت، ماحولیات، طِب، صحت، قانون، سائنس و ٹکنالوجی وغیرہ سے متعلق معلوماتی مضامین شامل ہیں۔ سرسید کے مضامین 'بحث وتکرار' یا 'خوشامد' اصلاحی اور اخلاقی نقطہ نظر سے لکھے گئے ہیں۔ انھیں سماجی موضوع سے متعلق کہا جائے گا۔

مضمون کی کامیابی کا انحصار ربط وترتیب اور تنظیم کی خوبی پر ہے۔ ایک اچھے مضمون میں موضوع یا مسئلے کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ اس کے تمام اہم پہلو زیرِ بحث آجائیں۔ تمہیدی حصے میں موضوع کا ایسا تعارف کرایا جاتا ہے جس سے اس کی اہمیت اور لکھنے والے کی منشا پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد منطقی ترتیب میں سنجیدہ اور مدلّل طریقے سے اہم نکتوں کو سامنے لایا جاتا ہے۔ انتشار سے بچتے ہوئے ضروری وضاحت اور صراحت کے ساتھ بات پوری کی جاتی ہے اور کسی نتیجے پر پہنچ کر مضمون ختم کیا جاتا ہے۔ مضمون میں زبان اور طرزِ بیان کی بھی بڑی اہمیت ہے۔ الفاظ میں جس قدر قطعیت اور شفّافیت ہوگی اسی قدر مقصد کی وضاحت ہوگی۔

1.4.2 سفرنامہ

سفرنامہ ایک بیانیہ نثری صنف ہے۔ بعض سفرنامے منظوم بھی لکھے گئے ہیں۔ سفرنامے میں سفر کی روداد بیان کی جاتی ہے۔ سیّاح اپنے سفر کے دوران جن مقامات کی سیر کرتا ہے، وہاں جو کچھ دیکھتا ہے، اس کی تفصیل سفرنامے میں پیش کر دیتا ہے۔ اس تفصیل میں جغرافیائی محلِ وقوع، تاریخی مقامات، تہذیب وتمدن، رسم ورواج، سماجی حالات، سیاسی صورت حال، ادبی وثقافتی سرگرمیاں وغیرہ جیسے بہت سے موضوعات شامل ہوتے ہیں۔ سفرنامہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے سفر کے احوال وکوائف سچائی اور ایمان داری کے ساتھ قلم بند کرے۔ اس کا اندازِ بیان دلچسپ ہونا چاہیے تاکہ قاری اسے توجہ سے پڑھے۔ جامعیت اور اختصار بھی سفرنامے کے لیے ضروری ہے۔ غیر ضروری تفصیل سفرنامے کو بوجھل اور غیر دلچسپ بنا دیتی ہے۔

پہنچتا تھا۔ لیکن موجودہ زمانہ میں جو سخت مقابلے اور اپنی صلاحیتیں جتانے کا زمانہ ہے، تربیت کی یہ وضع سخت مضر ہے۔ بچّوں پر نگاہ رکھیے انھیں بُری صحبت سے بچایئے، چاہے وہ ہمسِنوں کی صحبت ہو، چاہے کتابوں کی، چاہے الیکٹرونک میڈیا کے پروگراموں کی۔ لیکن خدارا ان کی فکر پر پابندیاں نہ لگایئے، ان کی زبان بندی نہ کیجیے۔ ان کے اُفق کو سمٹنے نہ دیجیے۔ رٹنے اور سمجھنے کے فرق کو تربیت کے دوران ضرور ملحوظ رکھیے۔ سمجھایئے گا تو ذہن چلا پائے گا، رٹایئے گا تو ذہن منجمد ہو جائے گا۔

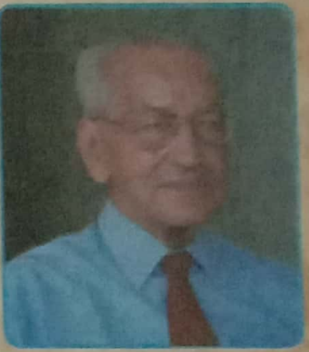

(1920-2014)

— سیّد حامد

سرگرمی 2.11

مضمون نگاری کے بنیادی نکات کو ذہن میں رکھتے ہوئے کسی عنوان پر مضمون لکھیے۔

اردو میں سفرنامے کا آغاز انیسویں صدی کے نصف میں ہوا۔ یوسف خاں کمبل پوش کا سفرنامہ 'عجائباتِ فرنگ' اردو کا پہلا سفرنامہ ہے جو 1847 میں لکھا گیا تھا۔ انیسویں صدی کے اہم سفرناموں میں سر سید احمد خاں کا 'مسافرانِ لندن'، محمد حسین آزاد کا 'سیرِ ایران' اور شبلی نعمانی کا 'سفرنامۂ روم و مصر و شام' قابلِ ذکر ہیں۔
قاضی عبدالغفار کا 'نقشِ فرنگ'، سید سلیمان ندوی کا 'سفرنامۂ برما'، بیگم حسرت موہانی کا 'سفرنامۂ عراق'، احتشام حسین کا 'ساحل اور سمندر'، بیگم اختر ریاض کا 'سمندر پار سے'، قرۃ العین حیدر کا 'ستمبر کا چاند' اور مستنصر حسین تارڑ کا 'اندلس میں اجنبی' وغیرہ اہم سفرنامے ہیں۔ بعض سفرنامے مزاحیہ انداز میں بھی لکھے گئے ہیں۔ ان میں کرنل محمد خاں کا 'بہ سلامت روی'، ابن انشا کا 'چلتے ہو تو چین کو چلیے'، شفیق الرحمٰن کا 'دجلہ' اور مجتبیٰ حسین کا 'جاپان چلو، جاپان چلو' اہم ہیں۔

1.4.3 خودنوشت/آپ بیتی

آپ بیتی ایک ایسی صنف ہے جس میں لکھنے والا اپنی زندگی کے بعض اہم اور قابلِ ذکر واقعات و تجربات کو دلچسپ انداز میں پیش کرتا ہے۔ آپ بیتی دراصل اپنے بارے میں لکھنا ہے۔ مگر لکھنے والے کا ایمان دار ہونا بے حد ضروری ہے۔ ادیبوں کی لکھی ہوئی آپ بیتیاں اپنے اسلوب اور تکنیک کے باعث فکشن کا تاثر پیدا کرتی ہیں۔ بعض افراد کی آپ بیتی میں خودستائی اور احساسِ تفاخر پایا جاتا ہے۔

سرگرمی 2.12

آپ سیاحت کی غرض سے دوسرے شہر گئے ہوں گے۔ وہاں کے دلچسپ حالات و واقعات، وہاں کے رہن سہن، دیکھنے لائق مقامات وغیرہ کو قلم بند کیجیے۔

عجائباتِ فرنگ

سیر کرتے ہوئے ایک شہر میں پہنچا۔ وہاں ناؤ سے اُتر کر سرا میں گیا۔ اچھی سرا تھی کہ زبان اس کی توصیف سے عاجز ہوئی۔ ہر طرف شیشہ آلات اور آئینہ تصویر کے لٹکے۔ اور کمرے میں کرسیاں اور میز رکھے۔ سب کے سب صفائی سے آئینہ کی طرح چمکتے۔ فرش فروش زرینہ ہر مکان میں بچھے۔ مالک اُس سرا کا ایک انگریز بہت خوب آدمی تھا۔ محبت اور اخلاص سے اس سرا کی عمارت اور ہر مکان مہربانی کر کے دکھایا۔ مجھ کو ہرگز یقین نہ ہوتا کہ یہ سرا ہے، بلکہ جانتا یہ شخص رئیس ہے، بلکہ جانتا یہ شخص ہنسی کرتا ہے۔ پہر رات تک جلسہ گرم رہا، بعد اس کے ہر ایک اپنی جگہ پر جا کر سویا۔

— یوسف خاں کمبل پوش

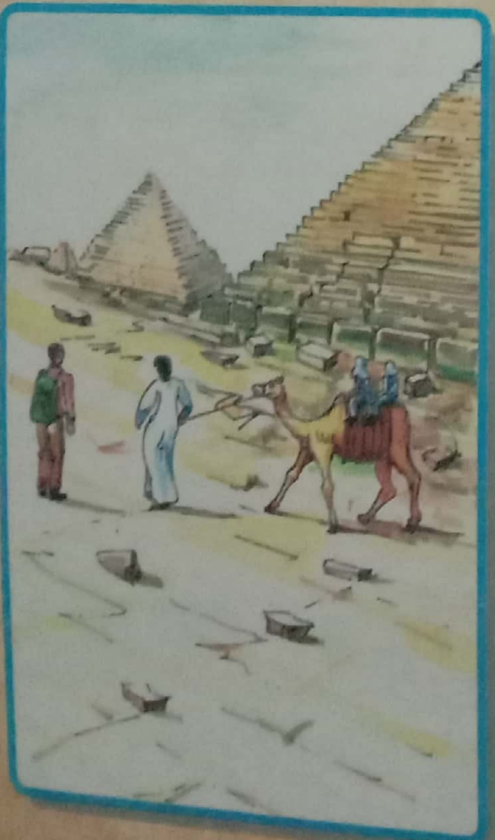

Scanned by CamScanner

آپ بیتی کے عناصر بہت سے ادیبوں کے یہاں ان کی کتابوں کے مقدمات، دیباچوں یا ان کے مکاتیب میں مل جاتے ہیں۔ مثلاً باقر آغا کے نثری دیباچوں میں ان کے ذاتی احوال ملتے ہیں۔ اسی طرح غالب کے ایک خط میں ان کی زندگی کے سلسلے کے واقعات کا مختصر بیان ملتا ہے۔ حالی نے بھی مختصراً اپنی آپ بیتی لکھی ہے جسے مولوی عبدالحق نے مقالاتِ حالی میں شامل کردیا ہے۔ اردو کی پہلی معروف آپ بیتی سر رضا علی کی 'اعمال نامہ' ہے۔ اس کے بعد کثرت سے آپ بیتیاں لکھی گئی ہیں۔ چند اہم خودنوشت سوانح عمریوں میں 'آپ بیتی' (خواجہ حسن نظامی)، 'کالا پانی' (جعفر تھانیسری)، 'آپ بیتی' (عبدالماجد دریابادی)، 'جو رہی سو بے خبری رہی' (بیگم ادا جعفری)، 'یادوں کی برات' (جوش ملیح آبادی)، 'اپنی تلاش میں' (کلیم الدین احمد)، 'کاروانِ زندگی' (سید ابوالحسن علی ندوی)، 'اس آباد خرابے میں' (اخترالایمان) اور 'شام کی منڈیر سے' (وزیر آغا) وغیرہ شامل ہیں۔

1.4.4 خطوط

مکتوب، مراسلہ اور خط مترادف الفاظ ہیں۔ خط لکھنا پیغام رسانی کا ذریعہ رہا ہے۔ یہ انسانی معاشرے کی روزمرہ کی ضرورت میں شامل ہے۔ خطوط میں لکھنے والے کی ضروریات، جذبات وخیالات اور اس کی زندگی کے دیگر مسائل بیان ہوتے ہیں۔ ان سے نہ صرف مکتوب نگار بلکہ مکتوب الیہ کی شخصیت پر بھی ہلکی سی روشنی پڑتی ہے۔ ادبی خطوط کی کوئی مخصوص ساخت اور فنی شرائط مقرر نہیں ہیں۔

اس آباد خرابے میں

ان تصویروں میں جن کا تعلق میرے ذہنی پس منظر سے ہے۔ ایک تصویر میرے ذہن میں بہت واضح ہے۔ میں ایک بیل گاڑی کے پاس کھڑا ہوں۔ ہم ایک گاؤں چھوڑ کر دوسرے گاؤں میں جارہے ہیں۔ ہمارا سامان بیل گاڑی میں لادا جارہا ہے اور میں یہ منظر بڑی بے بسی کے ساتھ دیکھ رہا ہوں۔ بے بسی اس لیے کہ میں یہ گاؤں نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ اس گاؤں کا نام رکڑی تھا۔ یہاں بہت سے جوہڑ تھے۔ جوہڑوں میں کنول اور نیلوفر کھلتے تھے۔ سب طرف بڑے بڑے آموں کے گھنے باغ تھے۔ باغوں میں کھلیان پڑتے تھے۔ کوئلیں کوکتی تھیں۔ پپیہے بولتے تھے۔ ہرے ہرے جنگلوں اور کھیتوں میں ہرنوں کی ڈاریں کلیلیں کرتی دکھائی دیتی تھیں۔ کیکر اور کھجور کے پیڑوں میں بیوں کے گھونسلے تھے جن میں بیٹھے وہ جھولتے رہتے تھے، گیت گاتے رہتے تھے۔ ایک دوسرے کا تعاقب کرتے رہتے تھے۔ پڈّے تھے۔ شامائیں تھیں، لال تھے جو موسم کی تبدیلی کے ساتھ رنگ بدلتے تھے، مینائیں تھیں، خوبصورت آواز والے دیؤ تھے۔ غرض کہ وہ سب کچھ تھا جو مجھے مرغوب اور پسند تھا۔ مگر میری مرضی نہیں چلی، مجھے گاڑی میں بٹھا دیا گیا اور گاڑی مجھے لے کر روانہ ہو گئی۔ مگر میں وہیں کھڑا رہ گیا۔ یہی وہ گاؤں رکڑی تھا جسے چھوڑ کر ہم کہیں اور جا بسے تھے۔

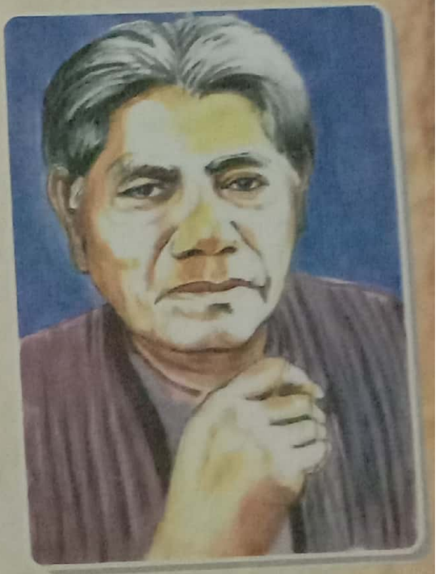

(1915-1996)

– اخترالایمان

سرگرمی 2.13

زندگی کے کسی ایک دن کی آپ بیتی تحریر کریں۔

Scanned by CamScanner

ادبیت اور انشا پردازی کے سبب خطوط کو صنف کی حیثیت حاصل ہوئی۔ خطوط میں لکھنے والے کی شخصیت جھلکتی ہے۔ ان میں مکتوب نگار کا باطن کھل کر سامنے آتا ہے۔ لیکن اشاعت کی غرض سے لکھے جانے والے اکثر خطوط میں حقیقی شخصیت پس پردہ رہ جاتی ہے۔ سوانحی نقطۂ نظر سے وہ خطوط زیادہ اہم ہیں جن میں بے تکلفی، بے ساختگی اور ذاتی تاثرات کی جھلک ہو۔

تاریخی نقطۂ نظر سے بھی مکتوبات اہمیت رکھتے ہیں۔ مشاہیر کے خطوط میں بعض ایسے اشارے یا تفصیلات ہوتی ہیں جو تاریخ کی کتابوں میں نہیں ملتیں۔ غالب کے خطوط میں 1857 سے قبل اور بعد کے بعض ایسے واقعات درج ہیں جن کا سراغ کہیں اور نہیں ملتا۔

اردو میں ادبی مکتوب نگاری کی روایت غالب سے شروع ہوتی ہے۔ غالب کے خطوط میں ان کی شخصیت اور ان کا عہد پوری طرح جھلکتا ہے۔ غالب کے بعد سرسید، شبلی، اکبرالہٰ آبادی، علامہ اقبال، مہدی افادی اور نیاز فتح پوری کے خطوط ادبی اہمیت کے حامل ہیں۔ محمد علی جوہر، عبدالماجد دریابادی، ابوالکلام آزاد، رشید احمد صدیقی اور فیض احمد فیض کے خطوط ہمارے مکتوباتی ادب کا قیمتی سرمایہ ہیں۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے خطوط اپنے مخصوص اسلوب کے اعتبار سے منفرد نوعیت کے ہیں۔

1.4.5 انشائیہ

انشائیہ ایک نثری صنف ہے۔ اس میں کوئی واقعہ نہیں ہوتا بلکہ بات سے بات پیدا کی جاتی ہے۔ اس میں خیالات کا منضبط ہونا بھی ضروری نہیں۔ اسے ذہن کی ترنگ بھی کہا گیا ہے۔ انشائیہ مضمون کی ایک ایسی قسم ہے جس میں علم و استدلال کے بجائے تاثراتی اور تخلیقی کیفیت پائی جاتی ہے۔

غالب کا خط نواب امین الدین خاں کے نام

بھائی صاحب!

آج تک سوچتا رہا کہ بیگم صاحبہ قبلہ کے انتقال کے باب میں تم کو کیا لکھوں۔ تعزیت کے واسطے تین باتیں ہیں، اظہارِ غم، تلقینِ صبر، دعائے مغفرت۔ سو بھائی اظہارِ غم تکلفِ محض ہے۔ جو غم تم کو ہوا ہے، ممکن نہیں کہ دوسرے کو ہوا ہو، تلقینِ صبر بے دردی ہے۔ یہ سانحہ عظیم ایسا ہے جس نے غمِ رحلتِ نواب مغفور کو تازہ کیا۔ پس ایسے موقع پر صبر کی تلقین کی جائے۔ رہی دعائے مغفرت، میں کیا اور میری دعا کیا؟ مگر چوں کہ وہ میری مربیہ اور محسنہ تھیں، دل سے دعا نکلتی ہے۔ مع ہذا تمھارا یہاں آنا سنا جاتا تھا۔ اس واسطے خط نہ لکھا۔ اب جو معلوم ہوا کہ

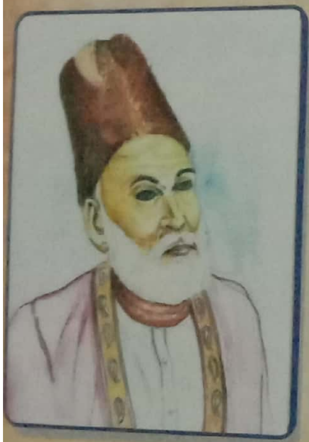

دشمنوں کی طبیعت ناساز ہے اور اس سبب سے آنا نہ ہوا، یہ چند سطریں لکھی گئیں۔ حق تعالیٰ تم کو سلامت اور تندرست اور خوش رکھے۔

تمھاری خوشی کا طالب غالب

15 رنومبر 1866

سرگرمی 2.14

اپنے استاد کی مدد سے ہم جماعتوں کی جوڑیاں بنائیں۔ ہر جوڑی کے طلبا ایک دوسرے کو خط لکھیں اور پھر ان کی روشنی میں جوابی خطوط لکھیں۔

دعوت

پہلی دعوت مجھے ایسے صاحب کے ہاں کھانی پڑی جو کپڑے بنتے تھے اور غازی کے معتقد تھے۔ ساری بستی مدعو تھی۔ مئی کا مہینہ اور دوپہر کا وقت۔ مکان و میدان کا کوئی نشیب و فراز ایسا نہ تھا جہاں کھانے والے نہ بیٹھے ہوں۔ فرش و دستر خوان کا وہاں کوئی دستور نہ تھا۔ جس کو جہاں جگہ مل گئی بیٹھ رہا۔ ایک نیم کی جڑ پر میں بیٹھ رہا۔ ایک ہاتھ میں گرم گرم تنوری روٹی دے دی گئی۔ مٹی کے ایک برتن میں زمین پر سالن رکھ دیا گیا۔ بھشتی نے مشک سے تام چینی کے گندے شکستہ گلاس میں پانی پلانا شروع کیا۔ سامنے ایک نیاز مند کتے صاحب بھی موجود تھے۔ دُم ٹانگوں کے درمیان، خود دوزانو بیٹھے ہوئے۔ نظریں نیچی، بہت بھوکی۔ پاس ہی ایک بوڑھے کھانستے جاتے تھے، کھاتے جاتے تھے اور خلال کرتے

جاتے تھے۔ ناتی گود میں، پوتا کندھے پر۔ پوتے نے ایک ہڈی کتے کے سامنے پھینک دی۔ اب معلوم ہوا کہ ایک اور کتے صاحب کہیں قریب ہی مراقبے میں بیٹھے ہوئے تھے، جنھوں نے یک لخت غرّا کر جو جست کی تو میرے مقابل

کسی بھی موضوع پر شخصی اور انفرادی طرز کے اظہار خیال کو انشائیہ کہتے ہیں۔ انشائیہ میں قدم قدم پر مصنف کی شخصیت جھلکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انشائیہ میں واقعات سے زیادہ تاثرات اہمیت رکھتے ہیں۔

انشائیہ کے لیے موضوع کی کوئی قید نہیں بلکہ موضوع کے انوکھے پہلو سامنے لائے جاتے ہیں۔ اس کا سارا حسن اسی انوکھے پہلو میں مضمر ہے۔ انشائیہ کی دل کشی کا راز اس کی شگفتگی اور بے تکلفی میں ہے۔ انشائیہ نگار ایک ایسی فضا پیدا کرتا ہے جس میں پند و تلقین کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ وہ بے تکلفی کے ساتھ سنجیدہ بات کو غیر سنجیدہ طریقے سے کہتا ہے۔ انشائیہ میں طنز و ظرافت سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ خواجہ حسن نظامی، رشید احمد صدیقی، پطرس بخاری، نظیر صدیقی، وزیر آغا، مشتاق یوسفی اور مجتبیٰ حسین وغیرہ اردو کے مشہور انشائیہ نگار ہیں۔

1.4.6 سوانح نگاری

سوانح نگاری ایک بیانیہ صنف ہے۔ زندگی کے واقعات کو تاریخ اور ترتیب کے ساتھ لکھنا سوانح نگاری ہے۔ سوانح عمری میں جس شخص کی زندگی کے حالات لکھنا مقصود ہے، اس کے مزاج اور اس کی نفسیات اور اصل فطرت کو بھی سوانح نگار سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

سوانح کا موضوع کسی ایسی شخصیت کو بنایا جاتا ہے جس نے ادبی، سیاسی، سماجی یا کسی اور سطح پر کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا ہو۔ لیکن سوانح نگار صرف شخصیت ہی کو موضوع نہیں بناتا بلکہ اس شخص کے عہد کی تہذیبی و ثقافتی نیز سیاسی و سماجی صورت حال پر بھی نگاہ ڈالتا ہے اور اس کا تجزیہ کرتا ہے۔

Scanned by CamScanner

سوانح نگار غیر معمولی واقعات کے بیان کے علاوہ صاحبِ سوانح کے وطن، خاندانی پس منظر، بچپن، لڑکپن اور تعلیم کے مراحل پر بھی خصوصی توجہ کرتا ہے۔ اسی طرح کسبِ معاش کی جدوجہد، ملکی و ملّی خدمات، نظریات اور اس کے عقائد بھی زیرِ بحث آتے ہیں۔ اپنے عہد کے اہم و غیر اہم رجحانات یا تحریکات سے اس کی وابستگی، اپنے عہد کے دیگر اہم علمی و ادبی شخصیات سے اس کے تعلق کی نوعیت، اس کی رفاقتیں، رقابتیں اور اختلافات بھی کسی شخص اور شخصیت کو سمجھنے میں معاون ہوتے ہیں۔ اس کی سرگرمیوں پر بے لاگ رائے بھی دی جاتی ہے۔

اردو کی اہم سوانح عمریوں میں 'یادگارِ غالب' اور 'حیاتِ جاوید' (حالی)، 'الفاروق' اور 'سیرۃ النبی' (شبلی)، 'سیرتِ عائشہؓ' (سیّد سلیمان ندوی)، 'وقارِ حیات' (اکرام اللہ ندوی)، 'غالب نامہ' (شیخ محمد اکرام) اور 'زندہ رود' (جاوید اقبال) وغیرہ شامل ہیں۔

1.4.7 خاکہ

'خاکہ' انگریزی لفظ اسکیچ (Sketch) کا ترجمہ ہے۔ خاکہ ایک ایسی نثری تحریر ہے جس میں کسی شخص کی منفرد اور نمایاں خصوصیات کو اس انداز سے بیان کیا جاتا ہے کہ اس شخص کی ایک تصویر نظروں کے سامنے آجائے۔ خاکہ میں کسی شخص کے خیالات و افکار، سیرت و کردار، عادات و اطوار وغیرہ کی جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ خاکے میں شخصیت کی ظاہری اور باطنی خصوصیات میں سے ایسی نمایاں خوبیوں کو بیان کیا جاتا ہے جن سے اس شخص کی انفرادیت اور پہچان قائم ہو جاتی ہے۔

خاکہ نگار کسی شخصیت سے متاثر ہو کر اس کا خاکہ لکھتا ہے لیکن اس میں مرعوبیت کا اظہار نہیں ہوتا ہے۔ خاکہ لکھتے وقت شخصیت کی خوبیوں اور خامیوں دونوں کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ کسی شخص کی مکمل

کے کئے پر آگرے۔ خلال دادا یا نانا کے گلے میں جا پھنسا، پوتے ناتی میرے سالن میں آرہے۔ ایک ہلڑ مچا۔ مشہور ہوا کہ مہتو دادا پر غازی میاں آگئے۔ سارے کھانے والے بھاگ کھڑے ہوئے۔

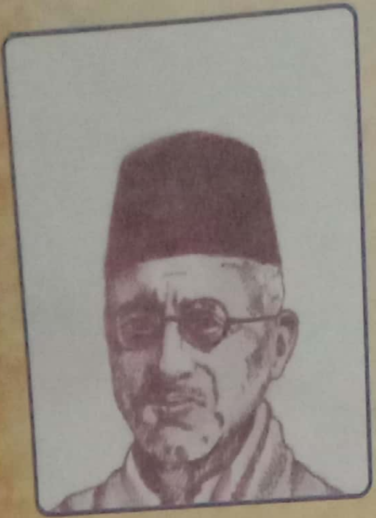

– رشید احمد صدیقی (1892/96-1977)

سرگرمی 2.15

کسی دعوت میں شرکت کے اپنے تجربے کو انشائیے کے انداز میں تحریر کیجیے۔

سرگرمی 2.16

اپنے آس پاس کی کسی اہم شخصیت جیسے والد، والدہ یا استاد وغیرہ کی مختصر سوانح لکھیے اور اپنے استاد کو دکھائیے۔

Scanned by CamScanner

سلیمان اریبؔ

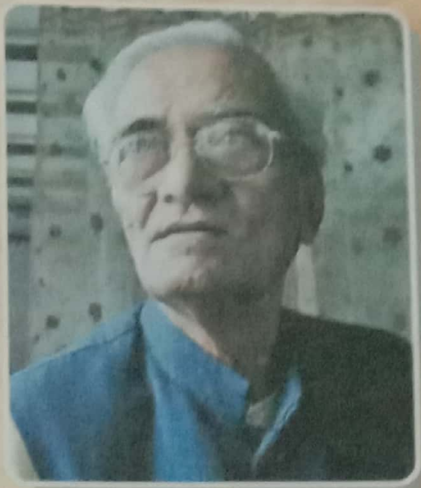

(1936)

شعر سنا کر سماں باندھنا تو سب کو آتا ہے لیکن اریبؔ مشاعرہ میں صرف اپنی مخصوص آمد کے ذریعہ ہی سماں باندھ دیا کرتے تھے۔ مشاعرہ گاہ میں جب اریبؔ داخل ہوتے تو یوں معلوم ہوتا جیسے سچ مچ ایک شاعر چلا آرہا ہے۔ بہکتی ہوئی چال، اطراف دوستوں کا ہجوم، یوں لگتا جیسے اریبؔ کو پابہ زنجیر کر کے مشاعرہ میں لایا جارہا ہے۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد وہ رک جاتے سامعین پر پلٹ کر نگاہ ڈالتے۔ کوئی شناسا نظر آتا تو لہراتا ہوا سلام کردیتے۔ اگر بہت زیادہ ''موڈ'' میں رہتے تو سامعین کی بھیڑ کو چیرتے ہوئے اپنے مقام تک پہنچنے کی کوشش کرتے اور ان کے احباب انھیں زبردستی روکنے کی کوشش کرتے۔ اریبؔ اپنی مخصوص آمد کے ذریعے ہی سامعین سے داد وصول کرلیا کرتے تھے۔ شعر سنا کر داد وصول کرنے کی نوبت تو بہت بعد میں آتی۔

— مجتبیٰ حسین

تصویر ابھر سکے۔ جس طرح خوبیوں کے بیان میں مرعوبیت اور غیر ضروری احترام سے بچنا چاہیے ٹھیک اسی طرح خامیوں کے ذکر میں ذاتی دشمنی اور بغض وعناد کا پہلو سامنے نہیں آنا چاہیے۔

اردو میں سنجیدہ اور مزاحیہ دونوں نوعیت کے خاکے لکھے گئے ہیں۔ خاکہ کی زبان شگفتہ اور غیر رسمی ہوتی ہے۔ مزاح کے عناصر خاکہ کو دلچسپ بناتے ہیں۔ مشہور ومعروف اشعار یا اقوال میں تحریف واضافہ کرکے مزاح کے خوبصورت شگوفے کھلائے جاتے ہیں۔ مولوی عبدالحق، مرزا فرحت اللہ بیگ، سعادت حسن منٹو، ضمیر حسن دہلوی، مجتبیٰ حسین اور عابد سہیل کا شمار چند اہم خاکہ نگاروں میں ہوتا ہے۔

سرگرمی 2.17

اپنی اردو کی کتاب میں شامل کسی خاکے کی روشنی میں اپنے کسی دوست کا خاکہ تحریر کیجیے۔

Scanned by CamScanner